بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا عبید اللہ انور

30/18

کوئی بچا نہ سکا

دیکھو انہیں جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

- بابائے بنگلہ دیش — شیخ مجیب الرحمٰن کو قتل کر کے فوج برسرِ اقتدار آگئی۔
- بھارتی لیڈر — مسز اندرا گاندھی کے جسم کو دو محافظوں نے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔
- وزیر اعظم پاکستان — جناب ذوالفقار علی بھٹو کو نواب محمد احمد خاں کے قتل کی پاداش میں تختہ دار پر لٹکایا گیا۔

وہ تین لیڈر جنہوں نے برصغیر کا نیا نقشہ بنایا اور جدید سیاست کی بنیاد ڈالی ● جنہوں نے اپنی ذہانت فطانت کے سامنے کسی مخالف کا چراغ نہ جلنے دیا ● جن کے حکم کی تعمیل کے لئے آہن پوش دستے ہمہ وقت ایستادہ رہتے تھے ● جن کی تیغ سیاست نے مولانا سید شمس الدین شہیدؒ جیسے کتنے ہی صداقت شعار بے قصوروں کو خاک و خون میں تڑپا دیا ● جن تین سربرآوردہ سیاست دانوں نے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت پاکستان کو قتل کیا — ان کی بے بسی و بے چارگی کا یہ عالم کہ ڈرامائی اور خونی انجام کے وقت کوئی بھی انہیں بچا نہ سکا —

"اے لوگو! پس عبرت پکڑو تقدیر کی بے نیازی و مہلت اور سخت گیری سے!

نہ رہے وہ دارا و جم، نہ رہا سکندرِ ذی حشم
جو بنا گیا تھا یہاں ارم، نہ خاک اس کا نشاں نہیں!

۹ر نومبر ۱۹۸۴ء
مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان
-/۲ روپے

اَحادِیثُ الرَّسُول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

ممانعت

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع فرماتے ہیں کہ تم اپنے باپوں کی قسمیں کھاؤ۔ اور اگر قسم کھانا ضروری ہی ہو تم اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ ورنہ خاموش رہو (بخاری مسلم)

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے (اللہ تعالیٰ کے علاوہ صرف (امانت کی قسم کھائی وہ ہم میں سے نہیں ہے (ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے نہیں کعبہ کی قسم! حضرت ابن عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم نہ کھا اس لئے کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے کفر کیا یا آپؐ نے فرمایا کہ اس نے شرک کیا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے) امام نووی فرماتے ہیں کہ حدیث میں کفر اور شرک کرنے کو جو بیان کیا گیا ہے اس کے بعض علمار نے معنی تنبیہ اور زجر کے لئے ہیں جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ریا شرک ہے۔

حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ الحارثیؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا حق مارے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دوزخ کو واجب کر دیا۔ اور جنت اس پر حرام کر دی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگرچہ کوئی معمولی سی چیز ہو۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ وہ پیلو کے درخت کی ایک لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرما رہے تھے فروخت کرنے کے وقت بہت قسم کھانے سے سامان کی فروختگی کو فروغ ہوتا ہے لیکن یہ چیز برکت اور کمائی کو مٹا دیتی ہے (بخاری مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے کہ فروخت کرنے کے وقت زیادہ قسمیں کھانے سے پرہیز کرو کہ اس لئے کہ اوّلاً اس سے تجارت کو فروغ ہوتا ہے اور پھر تباہی ہی تباہی ہے۔ (مسلم شریف)

نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱۸

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

.... اور بڑھی تاریکی

حضرت مولانا پیر عبدالعزیز رائپوری رشیدی کا وصال

قطب عالم حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا پیر عبدالعزیز رائپوری ۴ر صفر المظفر ۱۴۰۵ھ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۸۴ء منگل کے روز فیصل آباد میں انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ راجعون۔ نمازِ جنازہ تبلیغی رہنما مولانا مفتی زین العابدین نے پڑھائی۔ حضرت علامہ غلام رسول صاحب ساہیوال۔ حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب ملتان حضرت مولانا غلام محمد صاحب اشرف المدارس فیصل آباد، حضرت مولانا امداد الحق صاحب اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن انوری نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ دوسرے روز چیچہ وطنی ساہیوال میں بھی ہزاروں علماء وطلباء دینی مدارس کے اساتذہ اور مہتممین اور عامۃ المسلمین نے نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد انہیں سپرد خاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو رحمت کے نور سے بھر دے

حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوری ۱۳۱۵ھ میں مشرقی پنجاب کے قصبہ گوجرانو رائے پور ضلع جالندھر کے ایک نیک صفات مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے والد گرامی حضرت مولانا صالح محمدؒ کا شمار دارالعلوم دیوبند کے جلیل القدر اوّلین فیض یافتگان میں ہوتا ہے وہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مجاز تھے اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال کی بنیاد رائپور میں انہوں نے ڈالی تھی۔ حضرت مولانا عبدالعزیز رائپوریؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے عظیم المرتبت والدؒ سے حاصل کی اور شرح جامی تک کتابیں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ صاحبؒ سے پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے جہاں رئیس المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری کے حلقہ درس میں شامل ہو کر کتب احادیث پڑھیں اور ۱۳۴۰ھ یا ۱۳۴۱ھ میں علوم شریعت

ناشر مولانا عبید اللہ انور ● مقام اشاعت شیرانوالہ گیٹ لاہور ● مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

اسلامی کی تحصیل سے فراغت پائی تزکیۂ باطن اور اصلاح نفس کی منزلیں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رح کے سامنے طے کیں اور عبا، خلافت سے سرفراز کئے گئے۔ ان کے عقیدتمندوں اور مریدین کا حلقہ بہت وسیع تھا ان کی ذات سے بے شمار مخلوق خدا فیضیاب ہوئی اور تشنگان بادۂ معرفت کی پیاس بجھی۔ تحریک ختم نبوت سے والہانہ تعلق انہیں اپنے جامع صفات اور نادر روزگار استاد رح سے ورثہ میں ملا تھا۔ بڑے دقیقہ رس معاملہ فہم، خوش اخلاق اور مرنجاں مرنج بزرگ تھے۔ کوئی بھی ان کی محفل میں اجنبیت اور بیگانگی محسوس نہ کرتا۔ وہ جود و سخا اور مہمان نوازی کی اعلیٰ صفات کے باعث بھی ہر دلعزیز تھے۔ ان کے انتقال کے حزن و ملال سے نہ صرف ان کے پسماندگان اور عقیدت مند اداس و غمزدہ ہیں بلکہ وہ دینی مدارس جن کی آپ سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ خصوصاً جامعہ رشیدیہ ساہیوال جو ان کے اکابر کی یادگار ہے کے بھی در و دیوار اداس ہیں۔

گیارہ چک چیچہ وطنی ساہیوال کا وہ مدرسہ و خانقاہ جن کی سادگی آج بھی قرون اولیٰ کے طرزِ اصلاح و تدریس کی یاد دلاتی ہے رشد و ہدایت کا آفتاب عالم تاب غروب ہو جانے سے دل گرفتہ ہیں۔ حضرت مولانا پیر عبدالعزیز رائپوری رح کے انتقال سے پیدا ہونے والا خلاء مدتوں پُر نہ ہو سکے گا۔ اللہ تعالٰے انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ورثاء اور ان کے روحانی فرزندوں کو صبر جمیل کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ دین حق کی خدمت و اشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین!

بقیہ: مجلس ذکر

تھی کہ وہ آپس میں تو باہم شیر و شکر اور ریشم کی طرح نرم رہتے تھے اور کفر سے معرکۂ کارزار آ پڑے فولاد سے بھی سخت تر ثابت ہوتے۔ پھر بھی موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں۔ میں نے اس لئے استخارہ کیا اور جو صحیح معلوم ہو سکا۔ کہہ دیا اللہ تعالےٰ دین کے اس کام کو جاری رکھنے والے حفاظت کرنے والے ہیں بڑے بڑے اولیاء و اکابر چلے گئے، دیوبند میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی جیسے عظیم اکابر کا انتقال ہوا تو کوئی ان جیسا بعد میں نہ تھا۔ لیکن یہ جگہ خالی نہیں رہتی۔ یہ نظام قدرت ہے اسے اللہ تبارک و تعالےٰ جاری رکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ حق اور باطل میں آویزش اور معرکہ آرائی ازل سے جاری ہے حاسدین و مفسدین نے کب کسی کو معاف کیا ہے۔ حضرت آدمؑ کے بیٹوں میں اسی لئے اختلاف ہوا اور قیامت تک رہے گا مگر اہل حق کو رُحماء بینہم کا اصول کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ ہمارے اکابر ظاہر میں عالم اور باطن میں کامل تھے انہوں نے ہر محاذ پر باطل کا مقابلہ کیا انہی کی قربانیوں کے صدقے آج ہم مسلمان ہیں اور اللہ اللہ کر رہے ہیں ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بو لہبی

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں کہ آپ کا اور ہمارا سب کا خاتمہ ایمان پر کرے اور حادثاتی موت سے بچائے۔ نیک اور اہل اولاد عطا فرمائے۔ آمین!

(بقیہ: درس نظامی)

آئے دن تغیرات دیکھ کر یہ اندازہ ہوا کہ اگر مدارس عربیہ میں بھی یہ سلسلہ شروع ہوگیا تو یہ نصاب رفتہ رفتہ وہ شیر بن جائے گا جس کی تصویر اپنی کمر پر کھینچوانی چاہی تھی لیکن دم، ہاتھ، پاؤں، کان، ناک ہر ایک



حضرت آدمؑ سے حضور اکرمؐ تک دنیا میں انبیاءؑ آتے رہے ہیں

اب دین کا کام قیامت تک علماء کریں گے

تبلیغی جماعت نے ہزاروں لوگوں کے ایمان درست کئے اور لاکھوں انسانوں کو نمازی بنا دیا

امام الہدیٰ مرشدِ حق حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کے ارشادات

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ۔

بلاشبہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں دراصل علماء ہی ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ انبیاء کے وارث علماء ہیں۔

یعنی اللہ تعالےٰ کے نبیوں کی جد و جہد ان کے مقصد اور مشن کا کام آگے بڑھانے والے اور ان کے علوم ہدایت کا نور پھیلانے کا عمل جاری رکھنے والے علماء ہیں۔ یہ کام علماء ہی نے کرنا ہے اب دنیا میں کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمِ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

اقبال نے اسی حقیقت ایمانی کو بیان کرتے ہوئے یوں کہا۔

؎ پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را

یہ قرآن کریم جو اللہ تعالےٰ نے ہماری ہدایت و نجات کے لئے نازل فرمایا یہ آخری کتاب ہے۔ اب قیامت تک کوئی نئی شریعت، کوئی نیا دین نازل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ آج میں نے تمہارے لئے اپنا دین مکمل کر دیا۔ اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یہ آیت مبارکہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی۔ قرآن کریم تمام سابقہ الہامی کتابوں کی مصدق اور متمم کتاب ہے۔ اور خود کامل و مکمل ہے اب قیامت تک کسی زیر و زبر کی یا ایک شوشہ تک کے تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں ہے۔ اس کی تفصیلات احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہیں۔ اب انبیاء کے بعد

علماء آئیں گے۔ بنی اسرائیل میں وہی علماء تھے وہی انبیاء تھے۔ اور حکمران بھی وہی۔ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت موسیٰؑ سب نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر اعتبار سے متمم اور خاتم بنا کر بھیجا اس لئے اب دنیا میں کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی بقیہ زندگی گذارنے کے لئے دنیا میں تشریف لائیں گے لیکن وہ پہلے سے نبی ہیں نیا نبی اب کوئی نہیں بنے گا۔ پہلے تو نبیوں کے وارث نبی ہوتے تھے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ العلماء ورثۃ الانبیاء حضرت آدمؑ سے لے کر حضورؐ تک انبیاء آتے اور اب حضورؐ سے لے کر قیامت تک علماء آئیں گے۔ اب امت کی رہنمائی علماء کے ذمہ ہے مثلاً اب ہماری تبلیغی جماعت وہ اپنا فرض ادا کر رہی ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ ان کے فرزند حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے بیمار ہیں۔ بہر حال یہ علماء ہی ہیں جن کی قیادت اور رہنمائی میں

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی یہ سب سے بڑی جماعت دین کا کام کر رہی ہے جس نے بے شمار لوگوں کے ایمان درست کئے اور ہزاروں بے نمازوں کو نمازی بنا دیا یہ چھوٹا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی تشریح و تفسیر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تدریس و اشاعت، فتویٰ نویسی یہ سب کام علماء کر رہے ہیں۔ اور جہاں انہیں موقعہ مل جائے اور جتنی ان کی ہمت ہو وہ امور حکومت میں بھی دینی احکام کے مطابق عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً ہمارے ہی ملک میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے اور انہوں نے حکومت کر کے دکھائی۔ انگریزی تسلّط سے پہلے حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے صالح فقیہ تھے۔ اس زمانے تک دوسرے علوم ہوتے ہی نہ تھے۔ لوگ دین ہی پڑھتے تھے۔ دینی مدارس میں پڑھے بغیر کوئی نظام حکومت چلانے کا تصوّر بھی نہیں کرتا تھا۔ اس وقت کوئی آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کا ڈگری یافتہ نہیں ہوتا تھا۔ یہ فتاویٰ عالمگیری بادشاہ

وقت حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ کی لکھوائی ہوئی کتاب ہے وہ اتنا درویش صفت حکمران تھا کہ کبھی تہجد اور تکبیر اولیٰ تک قضا نہیں ہوئی اور حکومت کوئی چھوٹی سی حکومت نہیں بلکہ بنگال سے لے کر کابل اور ہرات تک حکمرانی تھی۔ اس کے باوجود ۱۶۶۰ء میں وہ تخت شاہی سنبھالتے ہیں اور صرف ایک سال کی مدت میں پورا قرآن کریم حفظ کر لیتے ہیں۔ ملک و سلطنت کی ایک پائی کبھی اپنی ذات پر خرچ نہیں کی۔ ٹوپیاں سی کر یا قرآن لکھ کر ہدیہ کر کے اپنی گذر اوقات کرتے تھے۔

بہر حال یہ سلسلۂ اشاعتِ حق جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔ اسی طرح تزکیہ قلوب اصلاح نفوس اور اللہ اللہ سکھانے کا کام بھی ہر دور میں جاری رہا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی نوّر اللہ مرقدہٗ نے رشد و ہدایت اور دینِ حق کی اشاعت کا جو شجر طیبہ یہاں لگایا جس سے ہزاروں مسلمان، علماء و صلحاء، مفسرین، محدثین، عوام و خواص مستفیض ہوئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد اس پودے کی آبیاری اور بقاء نشوونما

کے لئے واصل بالحق ہونے سے دس سال قبل تربیت یافتہ روحانی خلفاء کا اعلان فرما دیا تھا۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کسی کو خلافت دینے کے لئے استخارہ فرمایا کرتا تھے۔ ارشاد فرماتے۔ میں خود خلیفہ نہیں بناتا بلکہ ملاءِ اعلیٰ سے معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی کو اجازت دے دیتا ہوں۔ یہی طریقہ ہمارے دوسرے اکابر کا رہا ہے۔ مجھ سے بھی احباب پوچھتے رہتے ہیں کچھ خطوط بھی اس موضوع پر آتے رہے کہ آپ کے بعد یہ ذمہ داری کون ادا کرے گا۔ زندگی موت کا بہر حال کچھ معلوم نہیں کب تک ہے۔ اکابر اسلاف کے طریقے کے مطابق یہ ذمہ داری ادا کرنا چاہتا ہوں میں نے بھی استخارہ کیا ہے۔ ایک سرسبز مقام پر بڑے حضرت دینپوریؒ حضرت مدنیؒ، حضرت رائے پوریؒ، اور حضرت مولانا عبدالہادیؒ اور حضرت لاہوریؒ کو خوش و خرم پایا۔ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کہ کسی اہم معاملہ میں یہ بزرگ سوچ بچار کر رہے ہوں۔ حضرت مولانا عبدالہادیؒ صاحبؒ نے آگے بڑھ کر نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو کا آغاز فرمایا اور حضرت لاہوریؒ جو ان کے

دائیں ہاتھ کھڑے ہیں ان کی باتوں کی توثیق فرما رہے ہیں۔ یہ عالم مثال کا معاملہ ہے بہر حال میں اس مسئلہ سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں میرے بعد اس منصب تزکیہ و رشد پر میرے بیٹے محمد اجمل سلمہٗ جانشین ہوں گے۔ اور سلسلہ راشدیہ قادریہ کی ذمہ داری کے ساتھ وہ تمام کام جو میرے ذمہ ہیں مثلاً انجمن خدام الدین لاہور کے کام فرائض وہی ادا کریں گے۔ دیگر خلفاء کرام جنہیں بہت پہلے سے عامۃ الناس کے تزکیہ قلوب اور تصفیہ

اشاعت حق تزکیۂ قلوب اور اصلاح باطن

کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا

باطن کا کام سپرد کیا جا چکا ہے یا جن کو اب اجازت دی گئی ہے ان کے اسماء گرامی کا اعلان بھی خدام الدین میں کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری دنیا و آخرت اچھی رکھے۔ آمین!

اب یہ فیصلہ اس لئے ضروری محسوس ہوتا تھا کہ میں بیمار رہتا ہوں۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں موت و حیات اللہ کے قبضے میں ہے۔ حضرت علیؓ کو بھی اسی طرح کی صورت حال پیش آئی تھی تو

انہوں نے فرمایا کہ میری جان کی حفاظت میری موت کر رہی ہے۔ جو وقت موت کا متعین ہے وہ ایک منٹ آگے پیچھے نہیں ہو سکتا لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ وہ شہید کر دئے گئے اسی طرح شہادت حضرت عثمانؓ نے بھی پائی۔ حضرت عمرؓ کو بھی شہادت نصیب ہوئی۔ ہر مسلمان کو شہادت کا شوق ہونا چاہیئے ؎

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

یہ غم والی بات نہیں موت بہر حال آنی ہے۔ شہادت سے بہتر کوئی موت نہیں۔ اس موت کی حضورؐ نے تمنّا فرمائی۔ اس سے اللہ سرفراز فرمائے۔ لیکن مسلمان مسلمان کے ہاتھ سے مارا جائے اس سے بُری کوئی بات نہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ مسلمانوں کی شان یہی

(باقی ۴ پر)



سلطنت اسلام پر ظلم ڈھانے لگی تو اللہ تعالیٰ نے تب حضرت مجدد الف ثانی اور امام شاہ ولی اللہ کو اپنے دین کے دفاع کے لئے کھڑا کر دیا

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا وجود مسلمانوں کے لئے رحمت اور صفت ربوبیت کا فیضان تھا

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عُبَید اللہ انور مدّ ظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○

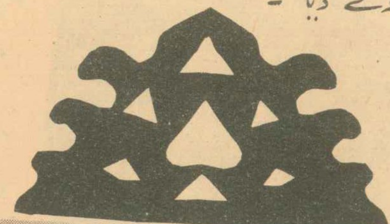
ترجمہ : بے شک ہم نے آپ کو (اے پیغمبر!) کوثر (قرآن مجید) عطا کیا ہے پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھا کیجئے اور قربانی کیا کریں۔ بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہو جانے والا ہے۔

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ اس کے فضل و احسان سے ہمیں دین و ایمان کی دولت نصیب ہوئی۔ انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ محسن حقیقی اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کا شکر گزار اور فرمانبردار بندہ

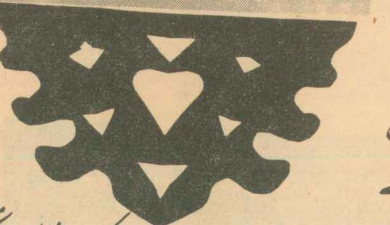
لگے دم۔ مٹے غم کمائے گی دنیا، اور کھائیں گے ہم اس مذہب کا کم از کم دین اسلام اور حضور نبی کریمؐ کی سنت مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بن کر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صاحب قاب قوسین، نبی ذوالقبلتین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم نے آپؐ کو قرآن کریم جیسی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے اس لئے آپؐ نماز پڑھا کریں اور قربانی کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات کے شکر کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو ہمہ پہلو دین کے تابع کر دے۔ حضرات اکابرین امّت صلحاء عظام علماء ربانییّن سب نے امّت کو یہی سبق دیا۔ آج میں جس نابغہ روزگار شخصیت، دنیاء اسلام کے مایۂ ناز عالم و مجاہد اور مفکر و حکیم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ ہیں حضرت امام شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ لیکن ان سے پہلے ہیں محبوب سبحانی حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یہ دونوں حضرات برصغیر میں اسلام کی عظیم ترین ہستیاں ہیں یہ دونوں بزرگ بڑے

نازک ادوار میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں فطرت کا عمل حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ بادشاہ اکبر کے دور میں جب اسلام کو نقصان اور گزند پہنچنے کے آثار پیدا ہوئے تو اللہ رب العزت نے دین کی حفاظت کے لئے قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی کو پیدا فرما دیا۔ اکبر بادشاہ اَن پڑھ لیکن بڑا ذہین و فطین تھا۔ بارہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ اپنی خدا داد صلاحیتوں سے اس نے ملک کو کنٹرول کیا۔ برما سے ہرات تک لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی سلطنت میں کئی مذاہب کے لوگ سکونت پذیر تھے آگرے میں اپنا محل تعمیر کرنے کے بعد ماہرین سے اکبر نے آراء طلب کیں تو انہوں نے جواب دیا سب کچھ ٹھیک ہے لیکن آگرے کی فصیل نہیں ہے۔ چاروں اطراف دیوار نہ ہونے کے باعث شہر غیر محفوظ ہے تو اکبر نے کہا آگرے کی فصیل ہے مگر یہاں نہیں کابل اور غزنی میں ہے یعنی آگرے تک وہی دشمن پہنچ پائیگا جو پہلے غزنی اور کابل پر فتحیاب ہو۔ اکبر کو یہ خطرہ بہرصورت تھا کہ ہمایوں کی طرح انہیں پھر نہ ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ اس لئے اس نے ہندوستان کے تمام مذاہب کو یکجا کر کے نیا دین ایجاد کرنے کی کوشش کی اور ہندو مت کو ملک میں اسلام کے برابر مذہب قرار دے دیا۔



اکبر نے کہا آگرے کی فصیل یہاں نہیں کابل اور غزنی میں ہے وہاں فتحیاب ہوئے بغیر کوئی یہاں نہیں آسکتا



آج دنیا میں سیکولر نظام حکومت کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے یعنی حکومت نہ کسی دین کے تابع فرمان ہو اور نہ ہی کسی مذہب کی مخالفت کرے۔ دین و مذہب ملک کے ہر باشندے کا ذاتی معاملہ سمجھا جاتے یورپی دنیا اور دیگر کئی ممالک کا نظام سیکولر ہے تو دراصل دنیا میں سیکولر نظام حکومت کا عملاً اول بانی اور مؤسس اکبر بادشاہ ہے وہ عیسائی راہبوں ہندو برہمنوں، جوگیوں اور مسلمان صوفیوں سب کا احترام کرتا تھا۔ اور ہر مذہب کے ماننے والوں خصوصاً ہندوؤں کو خوش رکھنے کی کوشش کرتا۔ اس نے ہندوؤں کے طرز و طریقے پر قشقہ لگایا۔ داڑھی منڈوائی اور اپنے خود ساختہ نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اکبر کے بعد جہانگیر اس کا جانشین ہوا۔ اس نے اکبر کے اصولوں کو ترقی دی اور پوری قوت سے اسلامی شعائر کو سرکاری امور سے خارج کرنے کی کوشش کی۔

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اعلاء کلمۃ الحق اور دین اسلام کی حفاظت کے لئے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو پیدا کیا۔ وہ خم ٹھوک اور سینہ تان کر میدان میں آئے اور انہوں نے اپنی جدو جہد اور عزم و استقلال سے شاہی اقتدار کی اکڑی ہوئی پر غرور گردن کو اسلام کے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور اپنا سر بادشاہ کے سامنے کبھی نہ جھکایا ۔۔ ان کے بارے میں علامہ اقبال نے کہا کہ

وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہبان
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے

مغل حکمرانوں نے درباری آداب میں فرشی سلام کا اضافہ کیا یعنی جو آئے وہ بادشاہ کے سامنے جھک کر سلام کرے۔ جس کی اسلامی تعلیمات میں کوئی گنجائش ہی نہیں۔ تخت شاہی کے سامنے کھڑکی نما چھوٹا سا دروازہ بنایا گیا تاکہ ہر داخل ہونے والا غیر ارادی طور پر سر جھکا دے اور آدابِ درباری کی خلاف ورزی نہ ہونے پائے۔ حضرت مجدد صاحبؒ کو بھی لایا گیا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ بھول کر بھی

تھوڑے ہی عرصہ میں شاہی قید خانہ ذکر الٰہی کی روح پرور صداؤں سے گونج اٹھا، جن تیرہ و تار کوٹھریوں میں سورج کی کرن داخل نہیں ہوتی تھی وہ دفعتاً نور ایمان کی قندیلوں سے جگمگانے لگیں

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے کی بجائے جیل جانا منظور کر لیا

اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے سر جھکا دیتے۔ چنانچہ ایک اللہ والے کو دنیا والوں نے خلاف اسلام حکم کو توڑتے ہوئے یوں دیکھا کہ جب حضرت مجدد الف ثانیؒ جہانگیر کے دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے سر خم کرنے کی بجائے پہلے اپنے پاؤں دروازے میں داخل کئے اور گردن جھکائے بغیر دروازے سے گذر گئے۔ بس پھر کیا تھا قلعہ گوالیار کے قیدخانے میں بند کر دئے گئے۔ یہ بھی رب کائنات کے قانون فطرت کی معجز طرازی تھی کہ بادشاہ نے اس اولوالعزم شخصیت کو بند کیا اور اللہ تعالیٰ نے جیل کے اندر ان کے ساتھ تبلیغ حق اور اشاعت دین کے دروازے کھول دئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں شاہی قید خانہ ذکر الٰہی کی صداؤں سے گونج اٹھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تبلیغ و محنت سے جیل خانے میں قید کاٹنے والے قاتل، چور اور ڈاکو، نمازی متقی اور عابدان شب زندہ دار بن گئے جن تیرہ و تار کوٹھڑیوں میں سورج کی کرن داخل نہ ہو پاتی تھی وہ اچانک نور ایمان کی قندیلوں سے جگمگا اٹھیں۔ جہانگیر کی بیٹی نے اور بعض روایات کے مطابق جہانگیر نے بھی خواب دیکھا کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں۔ "تم نے دین کے سب سے بڑے متبع اور مبلغ کو جیل میں کیوں ڈال رکھا ہے"۔ جہانگیر نے حضرت مجدد صاحبؒ کو رہا کرنے کا حکم دیا مگر حضرت مجدد صاحب نے فرمایا جب تک ہماری شرائط و مطالبات منظور نہ ہوں ہم باہر نہیں آئیں گے۔ وہ کوئی آج کے دنیا پرست سیاستدان تو تھے نہیں جو اقتدار میں شرکت یا اور کوئی ایسا مطالبہ پیش کرتے چنانچہ آپ کے مطالبات تسلیم کرکے مسلمانوں کو گائے کی قربانی کی اجازت دی گئی اور غیر مسلموں سے شریعت کے مطابق جزیہ وصول کیا جانے لگا۔ پھر یہی جہانگیر حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ایسا معتقد اور فرمانبردار بنا کہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا اور بغیر مشورہ

اکبر نے اپنا اقتدار بچانے کیلئے سلطنت میں ہندو مذہب کو اسلام کے برابر حیثیت دی قشقہ لگایا، ڈاڑھی منڈوالی اور دین اکبری (سیکولرازم) کی بنیاد رکھی

کے کوئی کام نہ کرتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی پوری طرح جہانگیر کا ساتھ دیا۔ اور تمام امور سلطنت میں رہنمائی کا فریضہ ادا کیا حتیٰ کہ محبت و خلوص میں ایک مرتبہ یہاں تک فرمایا کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ جب مجھے جنت میں بھیجیں گے۔ تو میں جہانگیر کو ساتھ لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔

یہ ہے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی کرامت کہ جو جہانگیر دین اکبری کو سلطنت و اقتدار کے بل بوتے پر ملک میں جاری کئے ہوئے تھا وہ دین حق اور شریعت اسلامی کا سچا فرمانبردار بن گیا۔ جہانگیر کے والد اکبر نے وصیت کی تھی کہ جنوبی ہند میں ایک ہندو جوگی بہت مشہور ہے اس کی خدمت میں ضرور جانا۔ جہانگیر نے اسے بلایا تو اس نے ملنے سے انکار کر دیا پھر بادشاہ خود جب وہاں گیا تو دیکھا کہ مٹی کے ایک بہت بڑے تودے میں سانپ کے بھٹ کی طرح کھوہ میں یہ ننگ دھڑنگ ہندو جوگی پڑا رہتا ہے بال بڑے بڑے متعفن اور جسم پر خاک و راکھ کی دبیز تہیں چڑھی ہوتی ہیں اور یہ صاحب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمتوں سے محروم ہیں بس ہفتے میں ایک دن اپنے بل سے باہر نکلتا ہوتا ہے اور غیر شادی شدہ ہندو عورتوں کے ہاتھ سے پکی ہوئی چاول وغیرہ جیسی ہلکی اور نرم غذا کو بغیر چبائے نگل لیتا ہے نہ نہانے دھونے اور پسینے میل کچیل کے باعث اس کے جسم سے بدبو آرہی تھی۔ جہانگیر نے تارک الدنیا ہندو جوگی کو اس حال میں دیکھا تو فوراً کہا الحمدللہ تعالیٰ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا اور رہبانیت کو ہمارے لئے حرام قرار دیا۔ اسلام اس طرح کی بیکار و فضول اور تعطل کی زندگی گذارنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ اور لوگوں کے ہاتھوں اور جیبوں پر نظریں گاڑے رہو۔

"لگے دم مٹے غم
کمائے گی دنیا کھائیں گے ہم"

اس مذہب کا کم از کم دین اسلام اور نبی کریمؐ کی سیرت مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام دین فطرت ہے۔ شب معراج میں جب دودھ شراب اور شہد کے پیالے آپ کی خدمت مبارکہ میں پیش کئے گئے تو آپؐ نے دودھ کا پیالہ لے لیا جس پر کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار فرما لیا یہی اسلام ہے اور ہر انسان دین فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے پھر وہ خود صراط مستقیم ترک کرکے گمراہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى فِطْرَةٍ ثُمَّ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْ يُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام "ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس کو یہودی عیسائی یا نصرانی، مجوسی جو چاہتے ہیں بنانے کی کوشش کرتے ہیں"۔

بہرحال حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جب یہ دیکھا کہ حکومت کی طرف سے دین حنیفیت کی شکل بگاڑی جا رہی ہے اسلام کو بدلنے کی کوشش کی جا رہی ہے تو خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے اور دین کے معاملے میں کسی غرض و مصلحت بینی کو خاطر میں نہ لائے۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کے آخری دور میں حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ پیدا ہوئے آپ نے سترہ برس کی عمر میں دینی علوم کی تکمیل کی۔ علماء دیوبند کی فقہ حدیث و تفسیر اور دیگر علوم اسلامی کی سندات حضرت امام شاہ ولی اللہ تک جاتی ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ

جب حرمین شریفین تشریف لے گئے تو وہیں آپ کو بشارات ہوئیں۔ خواب میں فک کل نظام کا حکم دیا گیا یعنی ہندوستان جاکر تمام بوسیدہ نظاموں اور فرسودہ رسم و رواج کو توڑ پھینکو اور نئے سرے سے دین حق کو دنیا کے سامنے پیش کرو۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے ایک خواب میں یہ بھی دیکھا کہ سیدنا حضرات حسنینؓ نے حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ٹوٹا ہوا قلم انہیں لاکر دیا جس کی تعبیر یہی تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو شدید خطرات درپیش ہیں۔ دین کا دفاع کرکے صورت حال کو درست کرو۔ چنانچہ آپ جب ہندوستان واپس آئے تو حالات کی سنگینی حد درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ لاہور کی شاہی مسجد پر سکھوں کا قبضہ تھا جو جانوروں کو مسجد میں باندھتے ان کے گوبر اور لید مسجد کے تالاب میں جمع کرتے، مرہٹے دن دہاڑے دہلی پر حملہ آور ہوتے، لوٹ مار کرتے اور مسلمان عورتوں کو اٹھا کر لے جاتے بادشاہ دہلی کا کوئی حکم پالم کے ہوائی اڈہ سے آگے نہیں بڑھتا تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے ایک دوراندیش قومی مدبر کی حیثیت سے حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد کابل کے حکمران احمد شاہ ابدالی کو ہندوستان پر حملہ کی دعوت دی۔ احمد شاہ ابدالی آیا تو راجواڑوں نے اپنی ٹڈی دل افواج مقابلے کے لئے جمع کرلیں پھر پانی پت کے میدان میں وہ تاریخ ساز جنگ لڑی گئی جس نے ہندو مذہب کے برسر اقتدار آنے کا خواب ہمیشہ کے لئے تہس نہس

حضرت شاہ ولی اللہ کا اس عہد میں پیدا ہونا دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا فیضان تھا۔ کہ مستقبل میں لادینی فلسفۂ انقلاب اور معاشی مفکرین کی دنیا میں آمد سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے اس مفکر اور حکیم کو پیدا کردیا جس نے اسلامی اسرار و حکم پر پڑے ہوئے پردوں کو ہٹایا اور اسلام کے نظام

یہ حضرت مجدد الف ثانی کی کرامت ھے کہ جس جہانگیر نے سلطنت واقتدار کے بل بوتے پر دین اکبری نافذ کر رکھا تھا وہ شریعت اسلامی کا متبع اور سچا فرمانبردار بن گیا

کردیا۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہؒ نے قلم سنبھالا اور علمی میدان میں وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جو ہمیشہ اثر آفرین رہیں گے۔

معاش و عمرانیات کو اپنی تصنیفات میں حکیمانہ انداز میں پیش کیا بے عمل صوفیوں اور نکمے مذہبی پیشواؤں کی جعلسازیوں کو طشت ازبام کیا، سرمایہ دار

(بقیہ ص ۲۰ پر)

تحریر: جناب خالد بٹ بی اے

قرآن کی برکت سے نصف صدی میں مسلمان آدھی دنیا کے حکمران بن گئے

حضرات صحابہ کرامؓ تعمیل حکم کے لئے ہر وقت حضورؐ کے اشارۂ ابرو اور غنچہ دہنی کے منتظر رہتے تھے۔

صحابہؓ کی اخوت و مساوات کی مثال کوئی آج تک پیش نہ کرسکا

گذشتہ دنوں غازی پارک شاد باغ لاھور میں حاجی غلام رسول صاحب کے کارخانہ قادری کین میں مجلس ذکر منعقد ھوئی اس موقعہ پر وارث اسلاف مرشد حق حضرت مولانا عبید اللہ انور نے جو ایمان افروز خطاب فرمایا اس کا خلاصہ قارئین خدام الدین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ھے۔ انصاری

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

قسم ہے زمانے کی بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور حق پر قائم رہنے اور صبر کرنے کی آپس میں تلقین کرتے رہے۔

یعنی زمانہ نسل انسانی کی تاریخ کا گواہ ہے کیونکہ اولاد آدمؑ پر جو شام و سحر گزرے ہیں اور جہاں کہاں نوع انسانی کو کامیابیاں اور ناکامیاں پیش آئی ہیں ان سب واقعات کو زمانے نے بچشم خود دیکھا ہے، یہی ایک گواہ ہے اس لئے قوموں اور ملتوں کی ذلت و ادبار اور کامیابی و سرفرازی کی تاریخ زمانے کے ہاتھوں میں کھلی کتاب ہے اس سے پوچھو تو وہ بتائے گا کہ عالم بشریت کی نسلیں اور قومیں مختلف ادوار میں ناکام و نامراد رہی ہیں سوائے ان باکردار ملتوں کے جو:

۱۔ اٰمَنُوْا "ایمان لائے"، یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانا اس کے نبیوں کی تصدیق کی ان کا ساتھ دیا انہیں برحق سمجھا اور اللہ تعالیٰ ہی کو اس کائنات کا خالق اور مالک جانا اسی کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا، کسی انسان یا جن، نوری یا ناری، زندہ یا مردہ، چاندہ یا سورج، آگ یا پانی اور نبی یا ولی کو دعاؤں کا سننے والا، حاجتیں پوری کرنے والا، زندگی یا موت، بیٹے یا بیٹیاں، رزق یا صحت و تندرستی دینے یا لینے والا نہیں مانا اللہ ہی کو معبود حقیقی اور الٰہ واحد مانا۔

۲۔ اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اچھے کام کئے بُرے اور غلط کاموں سے اجتناب کرتے رہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی عبادت اس کے احکامات کی

تعمیل انبیاء کے طریقہ کی پیروی اور اتباع، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کے کاموں میں سرگرم عمل رہے زندگی کو صحیح طریقہ پر گذارا۔ اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ نعمتوں کو دین کے خلاف اور فتنہ وفساد پھیلانے کے لئے استعمال نہیں کیا ہر کام کو اسی طریقہ کے مطابق کیا جو طریقہ اس کے کرنے کا اللہ اور اس کے رسول نے بتایا تھا یہی عمل صالح ہے۔ اسی پر بس نہیں ایک نمبر اصول پر بھی وہ کاربند رہے وہ یہ ہے۔

۳۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ آپس میں ایک دوسرے کو حق اور استقامت علی الحق صبر کی تلقین وتبلیغ کرتے رہے یعنی ایمان لانے کے بعد جب عمل صالح کئے جائیں گے تو ضروری ہے کہ انسان اپنے دوسرے ہم جنسوں کو بھی اس بھلائی اور نجات کی راہ کی طرف بلائے یہ راہ تواصی حق کی راہ کہلاتی ہے۔ اس راہ میں بڑی مصیبتیں بہت مشکلیں پیش آتی ہیں ایثار کرنا پڑتا ہے حتیٰ کہ جان تک کا نذرانہ پیش کرنے کی نوبت آجاتی ہے۔ کامیاب وہی لوگ ہیں جو مصیبتوں پر صبر کریں اور حق کی راہ سے موانحراف نہ کریں —— اس لئے کامیاب قوموں اور ملتوں کی علامات یہ ہیں: ایمان، عمل صالح، تواصی بالحق اور تواصی بالصبر انہی چار اصولوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہ طاقت عطا فرمائی کہ صحابہ کرام نے قیصر وکسریٰ جیسے طاغوت وجبروت کے تختے الٹ دئیے یہ قرآن کی برکت تھی کہ مسلمان نصف صدی میں آدھی دنیا کے مالک وحکمران بن گئے اور انہوں نے دنیا سے ظلم وفساد کا نظام مٹا کر عدل ومساوات کا اسلامی معاشرہ قائم کیا اسلام کے یہی دو زریں اصول ہیں جن کے نفاذ سے بلند وپست، آقا وغلام کمزور وطاقتور، محتاج اور غنی ایک ہی صف میں آکھڑے ہوئے۔

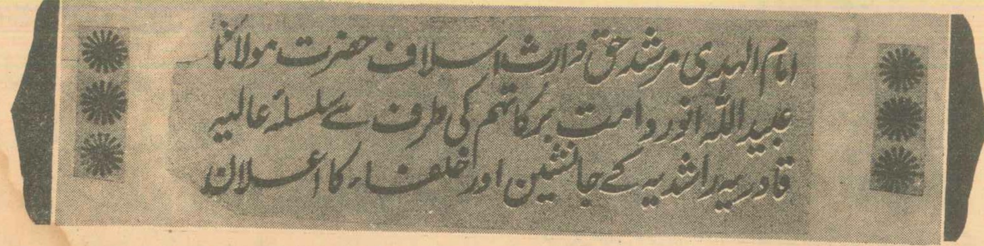
ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

حضور اکرمؐ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مہاجرین وانصار کے مابین آپؐ نے بھائی بندی اور مواخات کا رشتہ قائم فرمایا۔ حالانکہ انصار بھی بے چارے کوئی اتنے زیادہ مالدار نہ تھے کھیتی باڑی اور باغبانی کرتے تھے تجارت ومعیشت پر اصل قبضہ یہودی مہاجنوں اور ساہوکاروں نے جما رکھا تھا پوری قوم ان کے استحصالی شکنجہ میں پھنسی ہوئی تھی۔ مگر وہ مسلمان تو حضورؐ کے صحابہؓ تھے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضورؐ کی ختم نبوت پر صدق دل سے ایمان لائے تھے۔ وہ ہر وقت سرکار دوعالم کے اشارۂ ابرو اور جنبش لب کے منتظر رہتے تھے کہ:

مال مانگو تو مال دیں گے
جان مانگو تو جان دیں گے

پھر دنیا نے دیکھا کہ انصار صحابہؓ نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے وہی کچھ پسند کیا جو وہ اپنے لئے چاہتے تھے۔ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو اپنی آدھی اراضی دے دی آدھا مال دیا حتیٰ کہ کسی کی اگر دو بیویاں تھیں تو وہ اپنے مہاجر بھائی کے لئے ایک بیوی کو طلاق دینے پر تیار ہوگیا تاکہ اس کے بھائی کا گھر بھی آباد ہو جائے۔ ہے کوئی دنیا کا رہنما یا حکمران جو اپنے ماتحتوں یا پیروکاروں میں اخوت ومحبت کا یہ سماں پیدا کرسکے۔ دنیا آج تک جب اس ایک واقعہ عظیمہ کی مثال پیش نہیں کرسکی تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے اسلام کے پورے نظام عدل ومساوات کا جواب کوئی کیسے لا سکتا ہے۔ جو مسلمان آج غیر ملکی غیر اسلامی نظاموں اور ازموں میں امن وانصاف ڈھونڈ رہے ہیں ان کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہئے کہ وہ جس کے متلاشی ہیں اس سے کروڑوں درجہ اچھی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی برکت سے انہیں عطا کی ہیں، شرط یہ ہے کہ تم اس کے محبوب پیغمبر کی اتباع کرو پھر سب کچھ تمہارا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دین حق کی اشاعت اصلاح نفوس اور تزکیہ قلوب کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہیگا



حضرت مولانا صاحبزادہ میاں محمدؐ اجمل قادری جانشین ہونگے

۲۹ محرم الحرام ہجری ۱۴۰۵ھ جمعرات کے روز قبل نماز عشاء خانقاہ راشدیہ قادریہ جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں مجلس ذکر کے بعد شیخ طریقت رأس الاتقیاء امام العلماء حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے دوران خطاب ارشاد فرمایا کہ تزکیۂ قلوب اصلاح نفوس اور اللہ اللہ سکھلانے کا کام ہر دور میں جاری رہا ہے۔ قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ نے رشد وہدایت اور دین حق کی اشاعت کا جو شجر طیبہ یہاں لگایا جس سے ہزاروں مسلمان علماء وصلحاء مفسرین ومحدثین عوام وخواص مستفیض ہوئے۔ حضرتؒ نے اپنے بعد اس پودے کی آبیاری بقا ونشو ونما کے لئے واصل بالحق ہونے سے دس سال قبل تربیت یافتہ روحانی خلفاء کا اعلان فرمادیا تھا۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کسی کو خلافت دینے کے لئے استخارہ فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے میں خود خلیفہ نہیں بناتا۔ ملأ اعلیٰ سے معلوم کرکے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی کو اجازت دیتا ہوں۔ یہی طریقہ ہمارے دوسرے اکابر کا رہا مجھ سے بھی احباب پوچھتے رہتے ہیں کچھ خطوط بھی اس موضوع آتے رہے کہ آپ کے بعد یہ ذمہ داری کون ادا کرے گا۔؟ موت کا بہرحال کچھ معلوم نہیں کب تک ہے۔ اکابر اسلاف کے طریقے کے مطابق یہ ذمہ داری ادا کرنا چاہتا ہوں میں نے بھی استخارہ کیا ہے۔ ایک سرسبز مقام پر بڑے حضرت دین پوریؒ حضرت مدنیؒ حضرت رائے پوریؒ اور حضرت مولانا عبدالہادیؒ اور حضرت لاہوریؒ کو خوش وخرم پایا مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کہ کسی اہم معاملہ میں یہ بزرگ سوچ وبچار کر رہے ہوں۔ حضرت مولانا عبدالہادی صاحب نے آگے بڑھ کر نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو کا آغاز فرمایا۔ اور حضرت لاہوریؒ جو ان کے دائیں ہاتھ کھڑے ہیں۔ مسرت وشادمانی کے عالم میں ان کی باتوں کی توثیق فرمارہے ہیں۔

یہ عالم مثال کا معاملہ ہے بہرحال میں اس اہم مسئلہ سے عہدہ برآ ہونا چاہتا ہوں۔ میرے بعد اس منصب تزکیہ ورشد پر میرے بیٹے میاں محمد اجمل جانشین ہوں گے۔ اور سلسلہ راشدیہ قادریہ کی ذمہ داری کے ساتھ وہ تمام کام جو میرے ذمہ ہیں مثلاً انجمن خدام الدین لاہور کے تمام فرائض وہی ادا کریں گے دیگر خلفاء کرام جنہیں بہت پہلے سے عامۃ الناس کے تزکیہ قلوب اور تصفیہ باطن کا کام سپرد کیا جاچکا ہے۔ یا جن کو اب اجازت دی گئی ہے۔ ان کے اسماء گرامی کا اعلان خدام الدین میں کر دیا جائے گا۔ حضرت

دامت برکاتہم العالیہ نے تمام طالبانِ حق اور اسلامیانِ عالم کی ہدایت ونجات کی دعا فرمائی۔ دوسرے روز جمعۃ المبارک کے خطبہ میں بھی جانشین شیخ التفسیر مدظلہ نے اکابر علماء اور اولیاء امت خصوصاً حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت امام شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ اسمٰعیل رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی علوشان اور ان کی عظیم ملّی و دینی خدمات پر روشنی ڈالی۔ حسبِ روایات بعد از نمازِ جمعہ حضرت مدظلہ سے لاہور کے گردونواح اور بیرونِ لاہور سے آئے ہوئے عامۃ الناس اور طالبان صدق ورشد کی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ نمازِ عصر کی اذان سے کچھ وقت پہلے راقم الحروف حاضر خدمت ہوا۔ تو حضرت مولانا عبید اللہ انور جامع مسجد شیرانوالہ کے محراب میں اس منبر کے قریب بغیر ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ جس پر آخر عمر تک جلوہ افروز ہو کر قطب الاقطاب حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور ان کے بعد اب تک خود جانشین شیخ التفسیر نیابت عن الدین اور اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ (اللہ اہل حق کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور ان فیوض وکمالات سے ہمیں پوری طرح مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین) ان ساعات میں حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے راقم کو خدام الدین میں اشاعتِ اعلان کے لئے اپنے خلفاء مجازین کے درج ذیل اسماء گرامی بتائے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ میاں محمد اجمل صاحب قادری جانشین وفرزند ارجمند حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
حضرت مولانا خلیل احمد مرحوم، منچن آباد
حضرت مفتی ہدایت اللہ صاحب۔ چترال
حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
حضرت مولانا جاوید شاہ صاحب دار العلوم فیصل آباد
حضرت مولانا محمد طریف صاحب دار العلوم فیصل آباد
حضرت مولانا میاں مسعود احمد صاحب۔ جامعہ صدیقیہ دین پور شریف
حضرت مولانا قاری عبد الحمید صاحب۔ خطیب جامع مسجد بھوسہ منڈی راولپنڈی
حضرت مولانا قاری عبد الحی صاحب عابد مدنی مسجد غازی آباد لاہور

(مستقبل میں مزید سالکین کو خرقۂ خلافت ونیابت ملنے کا سلسلہ جاری ہے) مرشد حق آگاہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے حال ہی میں اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرما کر جو مکتوب کاشف الطریق الہدیٰ بنئے خلفاءِ کرام کے نام ارسال فرمایا اسے بھی درج ذیل کیا جاتا ہے۔

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ

محب مکرم ——— سلام مسنون

مجھے آنجناب کے سلسلۂ عالیہ قادریہ راشدیہ کے اسباق کی تکمیل اور بعض دیگر احوال وکیفیات کا انتظار تھا جو بحمد اللہ تعالیٰ بطریقِ احسن پورے ہوئے اب میں انشراحِ قلب سے آپ کو مجازین بیعت وتلقین میں شامل کرتا ہوں اور توکلاً علی اللہ اجازت دیتا ہوں کہ آپ طالبین صدق کو بیعت کر کے بالتدریج ان کے اسباق مکمل کرایا کریں۔ اور اپنے اوراد و اشغال دلجمعی سے جاری رکھیں اور سالکین کی استعداد کے مطابق ہمیشہ آسان اور سہل الحصول تدابیر اختیار کریں تاکہ طبیعت میں اکتاہٹ محسوس نہ ہو اور قوائے باطنیہ بھی جِلا پائیں اس طریقِ عمل سے انشاء اللہ تذکیۂ

قلب اور تصفیہ باطن کے ساتھ ساتھ ذاتِ حق جلّ ذکرہٗ اور حبیبِ کبریا علیہ التحیۃ والسلام سے محبت اجاگر ہو گی۔ اور انعاماتِ الٰہیہ شاملِ حال ہوں گے۔ جس کی برکت سے حکمت ومغفرت کے دروازے کھل جائیں گے۔

اس دور میں حضرت شاہ ولی اللہ راسخین فی العلم کے امام مانے جاتے ہیں چونکہ علم کا مقصود عمل ہے۔ اس لئے شریعت کی روح طریقت کو قرار دیا جاتا ہے اس موضوع پر حضرت شاہ صاحبؒ نے نہایت بلند پایہ کتابیں لکھی ہیں اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو انہیں ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

والامر بید اللہ وھو المعین والمستعان۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
احقر عبید اللہ انور

۲۹، محرم الحرام کی مجلس ذکر کے اختتامی خطاب میں حاضرین وذاکرین نے حضرت دامت برکاتہم کے بیان کو جذب وکیف اور سرور وانبساط روحانی کے عالم میں سُنا۔



۶ر صفر المظفر جمعرات کے عظیم الشان اجتماع میں جامع مسجد شیرانوالہ میں امام الہدیٰ حضرت جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے سلسلہ قادریہ راشدیہ کے خلفاء کرام کی دستار بندی کروائی۔ اس موقعہ پر خطیب اسلام حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان بھی موجود تھے۔

حق بحقدار رسید

سب سے پہلے حضرت مولانا محمد مسعود صاحب دینپوری کی دستار بندی ہوئی۔ دستار فضیلت عنایت کرنے کے موقعہ پر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالہادی دین پوری

نوّر اللہ مرقدہ نے مجھے جو دستار عطا کی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے آج یہ موقعہ نصیب ہو رہا ہے کہ وہی دستار فضیلت و خلافت میاں مسعود صاحب کو پیش کر رہا ہوں یہ ان کا حق تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل بنایا اور اپنا حق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

بعدہٗ حضرت مولانا سید جاوید احمد شاہ صاحب اور ان کے بعد حضرت مولانا قاری عبدالحی عابد صاحب اور آخر میں جانشین امام الہدیٰ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اجمل قادری سلمہ الباری کی دستار بندی ہوئی۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور نے اس روح پرور اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کسی آدمی کو صحیح انسان بنانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کا قلب درست ہو، تزکیہ باطن ہو، دماغ، زبان اور دوسرے اعضاء سب دل کے متبع و فرمانبردار ہیں اگر دل ہی ٹھیک نہ ہوا تو پوری کائنات جسم کا نظام فساد و تخریب کا شکار ہو جائے گا۔ پھر یہی فساد جسدِ آدمیت سے متجاوز ہوتا ہے تو دنیا تباہیوں اور بربادیوں کی لپیٹ میں آ جاتی ہے۔ اصل مرکز انسان کا دل ہے۔ ع

"دل بدست آور کہ حج اکبر است"

جن حضرات کی دستار بندی ہو رہی ہے اور باقی جن کو خلافت دی جا رہی ہے ان حضرات میں یہ صلاحیّت اور استعداد پیدا ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچا سکیں مگر اسی پر بس نہیں ہے۔ مستقبل میں جتنی بھی زیادہ محنت کریں گے اسی قدر نفع میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے اسی لئے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر میں انہیں اجازت و خلافتِ بیعت فیض رساں دے رہا ہوں۔ وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ۔ ادارہ خدام الدین ان وارفتگان راہِ سلوک کی خدمت میں بصد خلوص ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے جنہیں وارث اسلاف عارف حق جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور طال اللہ عمرہٗ و مدفیوضہٗ نے تشنگانِ راہ صدق و صفا کو سیراب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

اس خرابات ہستی میں جب رندانِ بلانوش کی تشنہ لب روحیں العطش العطش پکار رہی ہوں ساقیٔ میخانہ جن کے ہاتھوں میں خود جام معرفت اور بادۂ جانفزا تھما دے ان کی سعادت و خوش بختی میں شک و شبہ کی گنجائش کب رہتی ہے۔

جانفزا ہے بادہ جس کے ہاتھ میں جام آ گیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگ جاں ہو گئیں

رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ قدس میں قلبی التجا ہے کہ شیخ التفسیر قطب الاقطاب حضرت لاہوری قدس سرہٗ العزیز کے لگائے ہوئے شریعت و طریقت اور رشد و ہدایت کے اس دلبتانِ جہاں آراء کو تاقیام قیامت پھلتا پھولتا رکھے اس کے گل و یاسمن کی خوشبو کائنات عالم کو معطر کرتی رہے۔ اور یہاں آنے والا ہر طالب معرفت حق پا کر دین کا مجاہد، اسلام کا مبلّغ اور سرورِ کونین حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلّم کا سچّا عاشق بن جائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

——— عبدالرشید انصاری

ہفت روزہ ترجمان اہلحدیث

افکارِ معاصرین

محرّم کے دوران کراچی میں فساد کے محرکات

گذشتہ سال محرم الحرام میں کراچی میں فسادات کا سلسلہ کافی تکلیف دہ رہا تھا۔ اس میں جانی اور مالی نقصان کے علاوہ امن عامہ میں بھی بہت خلل واقع ہوا تھا۔ کئی دنوں تک مخدوش علاقوں میں کرفیو نافذ رہا۔ اور معاشرتی زندگی میں تعطل نے بہت طول کھینچا۔ اس سال بھی سرکاری رپورٹ کے مطابق فسادات میں کئی علاقے کرفیو کی زد میں ہیں۔ بہت سے افراد ہلاک اور بہت سی عمارتوں کو آگ لگ چکی ہے۔ ادھر حکومت نے فسادات پر قابو پا کر ایک کمشن قائم کر دیا ہے۔ جو ان وجوہات کا جائزہ لے گا جو اس فرقہ وارانہ فساد پر منتج ہوتی ہیں۔

یہ نہایت افسوسناک امر ہے کہ دیگر اقوام اپنی تقویم کے سال کے آغاز پر گذشتہ سال کی کوتاہیوں اور آئندہ سال کے لئے بہتر عزائم کا جائزہ لیتی ہیں اور اپنی قومی روایات کے مطابق اپنے فکر و عمل کا لائحہ عمل تیار کرتی ہیں مگر ہمارے ہاں ہجری سال کا یوم اول ماتم گساری اور سینہ کوبی کی صبح لے کر طلوع ہوتا ہے۔ پاک و ہند میں تو مسلمانوں کا ایک فرقہ (شیعہ) اپنی اس روایت کو گلے سے لگائے ہوئے ہی ہے لیکن سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ سُنّیوں نے بھی شیعہ حضرات کی ہمنوائی اور ہمقدمی بلکہ بعض صورتوں میں تو "پیشقدمی" تک جاری کر رکھی ہے۔ محرم کی مجلسوں اور جلوسوں کی تمام تر جلوہ سامانی سُنّیوں کی اکثریت کی مرہون منّت ہوتی ہے۔ جلوسوں کے لئے پانی کی "سبیلوں" اور چاول کی دیگوں کا وافر انتظام سُنّی نیاز مندوں کی "نیاز آرائی" کا مظہر ہوتا ہے۔ جلوسوں کی گزرگاہوں کے دونوں جانب تماشائیوں کے لشکر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور دکانوں اور مکانوں کی منڈیروں پر بے پردہ عورتوں کا جم غفیر ماتم گزاروں اور مرثیہ خوانوں کی نگاہوں کا مرکز ہوتا ہے۔ ضعیف الاعتقاد مائیں اپنے بچوں کو گھوڑے کے نیچے سے گزار کر "ثواب" حاصل کرتی اور بزعم خویش بچے کی طویل العمری اور صحت و سلامتی کا عقیدہ مضبوط کرتی ہیں۔ یہ تمام کم اعتقادیاں اہل جلوس کی حوصلہ افزائی ہی نہیں کرتیں بلکہ وہ ان کو اپنی فرقہ وارانہ اکثریت کا مظہر قرار دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ خود حکومت نے اس کو اسلام کی ایک اہم خدمت تصوّر کر لیا ہے کہ یکم محرم سے ریڈیو اور ٹیلیویژن مسلسل واقعاتِ کربلا کو دُہراتے ہیں۔ مرثیہ خوانی ہوتی ہے، سوز و سلام گائے جاتے ہیں۔ تقاریر اور مذاکرے وغیرہ منعقد ہوتے ہیں۔ ان میں صرف شیعہ حضرات ہی نہیں اہل سُنّت کے "دانشور" بھی شیعہ روایات ہی کو دہراتے چلے جاتے ہیں۔ اور اہل تشیّع کی ہمنوائی میں یہ یکطرفہ پراپیگنڈہ دس دن تک متواتر جاری رہتا ہے۔ اس تمام کارگذاری سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اہل تشیّع ہی دراصل حق پر ہیں۔ اور اصل اسلام وہی ہے جو ان کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس طرح شیعہ حضرات اپنے اقوال و افعال میں خاصے بے باک ہو چکے ہیں۔ اور ان کا "تقیّہ" کا تصوّر ختم ہو کر "حاکمیّت" کی حدود کو چھونے لگا ہے جس کے باعث وہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی اور دیگر اکابر اہل سنّت پر زبان درازی کرنے سے نہیں چوکتے۔

جس سے کچھ عقیدت مندوں کے دل میں ضرور اشتعال پیدا ہوتا ہے، جو بدمزگی کا سبب بن جاتا ہے۔ ورنہ جو قوم خود ماتم میں تعاون شہدائے کربلا سے عقیدت اور شیعی روایات کی ہمنوا ہو۔ اس سے تصادم کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ جو لوگ شہدائے کربلا کو مشکل کشا اور ان کے گھوڑے کو "حاجت روا" جانتے ہوں وہ کیونکر ان کے عقیدت مندوں سے اختلاف کی جرات کر سکتے ہیں۔؟

ہمارے خیال میں فرقہ وارانہ کشیدگی یا تصادم کا باعث جلوس آرائی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ اس کو مذہبی جلوس سمجھنا چھوڑ دے۔ یہ جلوس ہمیشہ سے سیاسی رہا ہے۔ اور امویوں اور عباسیوں کے خلاف یہ غوغا آرائی ہمیشہ سیاسی رنگ میں ہوتی رہی ہے۔ آج یہاں اگرچہ نہ تو اموی برسر اقتدار ہیں نہ عباسی مگر کربلا کی بیشتر خود ساختہ داستانیں دہرانے اور سڑکوں اور بازاروں میں پھر پھر کر روایتی پراپیگنڈہ کرنے کا مقصد اپنی سیاسی قوت نمائی اور اپنے عقائد کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہے۔ جس میں ہماری حکومت اور عوام دونوں برابر کے حصہ دار ہیں ــــ اب جبکہ تمام سیاسی جلوسوں کی ممانعت ہے۔ جن سے حکومت کو بدنظمی کا خدشہ رہتا ہے۔ تو یہ جلوس جو واقعی بدنظمی کا باعث ہیں۔ ان پر قدغن لگانے میں کونسا گناہ عائد ہو جائے گا اور شریعت کی رو سے کس حدیث یا قرآن کی کس آیت کی مخالفت ہو جائے گی؟ ــــ حکومت جو ہر وقت یہ تلقین کرتی رہتی ہے کہ اپنے اپنے عقائد کی تبلیغ مثبت انداز میں کرو تو مثبت انداز یہی ہے کہ تمام مکاتب فکر اپنے مواعظ کے لئے اپنی مسجدوں یا اگر واقعی کوئی دن ہی مقرر ہیں تو "جلسہ ہالوں" میں اجتماعات کریں۔ سڑکوں پر کوئی جلوس نہ نکالا جائے۔ وہ خواہ محرم کا ہو، "عید میلاد النبی" کا ہو۔ اور خواہ "جشنِ آزادی" کا ہو ــــ یہ جو ہر فرقے کو جلوس بازی کی اجازت دی گئی ہے یہ کوئی اسلامی خدمت نہیں محض نمائش اور ہنگامہ آرائی ہے جو سنجیدہ قوموں کا شیوہ نہیں۔ اسلام کی پوری تاریخ میں جلوس نما اجتماعات کی اگر کوئی صورت دکھائی دیتی ہے۔ تو وہ یا تو دشمنوں پر لشکر آرائی کے لئے تھی یا اس کے برعکس اہلِ بغاوت کے خروج کی......

اس کے علاوہ کسی دینی ضرورت یا تہوار کے سلسلے میں جلوس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر کوئی حج یا عیدین کے اجتماعات کو مثال بناتا ہے تو اس کو اپنے فکر و شعور کا علاج کروانا چاہئے ــــ یہ دونوں عبادات میں شامل ہیں۔ الّلے تلّلوں میں نہیں۔ نعوذ باللہ!! اگر یہاں فرقہ وارانہ کشیدگی کو دور کرنا ہے تو اس نہج پر غور کرنا چاہئے۔ اور ہر قسم کے جلوسوں پر قدغن لگانی چاہئے۔ یہ طریق کار قطعاً مذہب کا حصہ نہیں۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

طبقوں اور دولتمندوں کی بے اعتدالیوں کے تباہ کن اثرات سے دنیا کو آگاہ کیا۔ شاہ صاحبؒ کے بعد یہ انہی کے پوتے ہیں۔ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جنہوں نے ان کے مشن کو آگے بڑھایا بدعات و رسومات کو بیخ و بن سے اکھاڑا اور آخر کار اسلام اور مسلمانوں کے لئے راہِ حق میں جہاد کرتے ہوئے اپنے رفقاء سمیت شہید ہو کر اسلام کی عظمت کو چار چاند لگائے

تاریخ برصغیر کی یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے اسلام کے دفاع میں دین اکبری کے خلاف جہاد کیا۔ حضرت امام شاہ ولی اللہ نے اسلام کے دفاع میں ہندو مذہب کا مقابلہ کیا اور حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے اسلام کے دفاع میں سکھوں کے مظالم اور سکھ مذہب کی جارحیت سے ٹکر لی۔

اللہ تعالےٰ ان تمام اکابر اور ان کے رفقاء کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کی صحیح پیروی کی توفیق بخشے۔ آمین!

درسِ نظامی میں تغیّر و تبدّل کا مسئلہ



تحریر: حافظ اکرام اللہ جان، ناظم مدرسۃ البنات سرڈھیری

قرآن و حدیث کی اساس پر اسلام کی بنیادیں استوار ہیں۔ اور ہر مسلمان کی صحیح زندگی گذارنے کا مأخذ صرف یہی دو ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ مسلمان کی کامیابی کا راز قرآن و حدیث پر عمل کرنے میں ہے مگر قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنا اور اُس سے استنباط و استخراج کرنا ہر مسلمان کے بس کی بات نہیں، لہٰذا ضروری ہوا کہ قرآن و حدیث کو صحیح طور پر سمجھنے والوں نے جن اصولوں اور لائحہ زندگی کا استنباط کیا ہے۔ ہر آدمی اُس پر عمل پیرا ہو اور ذریعہ نجات جان کر اپنی زندگی اُس کے مطابق صرف کرے۔ اسی استنباط و استخراج کو بالفاظِ دیگر علمِ فقہ سے موسوم کیا جاتا ہے گویا کہ ہر مسلمان کا اسلامی زندگی کو اپنانے کے لئے تین علوم سے براہِ راست واسطہ پڑتا ہے اور وہ ہیں قرآن، حدیث اور فقہ۔

ان تین علوم کے علاوہ عام طور پر جو علوم دینی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں اُن کا مقصد صرف ان تین علوم کو صحیح طور پر سمجھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا ہے۔ اور اسی لئے باقی علوم کو علومِ آلیہ کہتے ہیں۔

جس طرح عرض کیا گیا کہ مذکورہ علومِ ثلاثہ پر عبور حاصل کرنا ہر مسلمان کے بس کی بات نہیں۔ اور اس لئے قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے پہلے کئی ایک علوم سے واقفیت اشد ضروری ہے ورنہ نہ صرف مقصود کے حصول سے محرومی ہوتی ہے۔ بلکہ فائدہ کی بجائے نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور نتیجہ اُس اعرابی سے کچھ مختلف نہیں ہوتا جس نے خانہ کعبہ جانا چاہا مگر مخالف سمت میں ترکستان کا راستہ لیا۔ چنانچہ علمائے ربانی نے قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے جن علوم کو موقوف علیہ قرار دیا ہے وہ تقریباً یہ ہیں۔

۱۔ علم صرف ۲۔ علم اشتقاق ۳۔ علم لغت
۴۔ علم نحو ۵۔ علم تجوید ۶۔ علم معانی
۷۔ علم بیان ۸۔ علم بدیع ۹۔ علم فقہ
۱۰۔ علم اصول فقہ ۱۱۔ علم عقائد و کلام
۱۲۔ علم منطق ۱۳۔ علم فلسفہ و حکمت
۱۴۔ علم اصول حدیث ۱۵۔ علم اصول تفسیر۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہوئی کہ کوئی ایسا جامع نصاب وضع ہو جو کہ مذکورہ علوم میں مہارت حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہو اور جس سے قرآن و حدیث کی صحیح فہم حاصل ہو کر استنباط و استخراج کی پیچیدگیوں سے واقفیت کا بھی ذریعہ ہو، چنانچہ اس اہم ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہمارے اکابرؒ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے جو نصاب تجویز فرمایا وہ درسِ نظامی کے نام سے موسوم ہے۔

اِس نصاب کو ایک عالمِ باخدا حضرت نظام الدین محمد سہالویؒ نے مرتب فرمایا تھا مولانا نظام الدین محمد سہالویؒ ۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء کو لکھنؤ میں وفات پائی، ان کا مرتب کردہ نصاب انتہائی مفید پایا گیا اور اس کی شہرت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ہندو پاک کے کم و بیش تمام دینی مدارس میں یہی نصاب رائج ہے۔ اس نصاب نے آزادی کے عظیم مجاہد پیدا کئے۔ مسلمانوں کو ایک نیا ولولہ اور جذبہ بخشا اور ایمان کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو از سر نو تابند کیا۔ اس نصاب سے

لاکھوں علماء و فضلاء مستفید ہوئے اور نہ معلوم ابھی اس سے کس قدر فائدہ اٹھایا جائے گا۔

مگر اب مصیبت یہ پیش آئی کہ زمانہ "ماڈرن" ہو گیا۔ لوگوں کے ذہنوں نے نیا سوچنا شروع کر دیا اور قلوب و اذہان پر جدت پسندی کا قبضہ ہو گیا۔ پرانی باتوں کو اگرچہ وہ سو فیصدی صحیح اور درست ہوں دقیانوسی حالات سے تعبیر کیا جانے لگا اور یہ نظریہ ہر پرانی حقیقت سے نبرد آزما نظر آنے لگا۔ چنانچہ درسِ نظامی بھی اس نظریہ کی زد سے نہ بچ سکا کہنے ہیں "اس میں تو ساری پرانی کتابیں ہیں۔ بوسیدہ خیالات ہیں حالانکہ یہ ماڈرن دور ہے اور یہ نصاب جدید تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔" اس طرح درسِ نظامی کو ناقص بلکہ غیر مفید کہا جانے لگا۔ مگر مشکل یہ پیش آئی کہ درسِ نظامی کو ناقص اور غیر مفید کہنے والے نہ صرف اغیار ہیں بلکہ انہوں نے بھی اسے ناقص خیال کرنا شروع کیا جنہوں نے اسی درسِ نظامی کے بل بوتے کچھ سمجھ بوجھ حاصل کی اور آج کچھ کہنے لکھنے کے قابل ہوئے۔ اغیار کے کہنے سے اتنا دُکھ نہیں ہوتا جو کہ اپنوں کے کہنے سے ہوتا ہے بقول کسے۔

ع دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مگر اغیار کے کہنے اور اپنوں کے کہنے میں فرق ہے دونوں اس میں تبدیلی چاہتے ہیں مگر دونوں کی چاہت میں فرق ہے ہم دونوں کو الگ الگ تفصیل کے ساتھ بیان کریں گے۔

پہلے ہم اپنوں کو جواب دینا پسند کرتے ہیں کہ گھر کی آگ بجھ جانے کے بعد ہی دشمن سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اپنوں سے ہم وہ اہلِ علم و دانش مراد لیتے ہیں جنہوں نے اکتسابِ علم درسِ نظامی ہی کے ذریعہ کیا اور وہ درسِ نظامی میں کئی ایک کتب کی تبدیلی یا اخراج کے حق میں ہیں۔ ان حضرات کی درسِ نظامی میں تبدیلی چاہنے کی کئی وجوہ ہیں۔ مثلاً

۱۔ معبود کتاب جس کا اخراج مطلوب ہے ان کے خیال میں اس کے پڑھنے پڑھانے کا بغیر تضیع اوقات کے کوئی فائدہ نہیں کہ یہ پرانے علوم و فنون ہیں آج اس کی ضرورت نہیں رہی۔

۲۔ یا یہ کتاب جو پڑھائی جا رہی ہے اتنی مفید نہیں جتنی مفید کہ وہ متبادل کتاب ہے جو اُن کے ذہن میں ہے۔

۳۔ درسِ نظامی کی یہ کتابیں جن کا اخراج مطلوب ہے طلبہ کی استعداد سے زیادہ مشکل ہیں۔ اس لئے ان کا اخراج ہو اور ان کی جگہ دوسری آسان و سہل کتابیں رکھ دی جائیں۔

۴ موجودہ نصاب وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ اس لئے اس میں عصری علوم و فنون کا امتزاج ہوتا کہ ہمارے فضلاء "دفتر والوں" کے سامنے بول سکیں اور اسلام کو اُن کے ذہن و نفسیات کے مطابق اُن کے سامنے پیش کر سکیں۔

ان وجوہ کے علاوہ اور وجوہ بھی ہو سکتی ہیں۔ جو کہ ان حضرات کے زعم میں درسِ نظامی میں تبدیلی یا اخراجِ کتب کا باعث ہیں چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں چند ایک معروضات پیش کروں گا۔ اولاً یہ کہ جن حضرات نے اس نصاب کو تجویز فرمایا تھا انہوں نے کحاطب لیل اس نصاب کو نہیں اپنایا بلکہ انتہائی سوچ و بچار اور تدبّر و تفکّر کے بعد تجویز فرمایا۔ جن کی علمی وسعت عقلی تنوع اور تقویٰ و پرہیزگاری شہرت کے علاوہ علمی درسی تجربات از حد بلند تھے انہوں نے ماضی و مستقبل کے حالات کو جانچ کر اس نصاب کا انتخاب فرمایا۔ تاکہ اس نصاب کے فضلاء نہ صرف مسجدوں کے امام و خطیب بنیں بلکہ تمام عالم کے مذہبی، سیاسی، اقتصادی اور عائلی مسائل حل کرنے میں بھی دسترس رکھتے ہوں۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ان اللہ والوں کا نشانہ خطا نہ گیا بلکہ اس نصاب نے تیر بہدف کا کام دیا۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند کے نامور سپوتوں نے جو کچھ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جس کے سامنے دنیا انگشت بدنداں رہ گئی اور اس نصاب سے ایسے عظیم انسان پیدا ہوئے جن سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے آج ہمارے اکابر ہیں۔ اور جس پر ہمیں فخر ہے۔

ثانیاً میں یہ عرض کروں گا۔

جیسا کہ تجربے سے ثابت ہے اور ہم و آپ کے روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ آئے دن سکولوں و کالجوں کے نصابات میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے اور اس موزوں جملہ کے تحت کہ "نصاب کو سہل سے سہل تر بنایا جائے"۔ سکولوں اور کالجوں کے نصاب میں انحطاط کا عمل شروع ہے چنانچہ اس بات سے ایک بچہ تک واقف ہے کہ آج کا میٹرک پاس بیس سال پہلے پرائمری پاس سے علمی و ذہنی استعداد کے لحاظ سے بہت پیچھے ہے روز بروز کی تبدیلی نصاب نے وہ کارنامہ کر دکھایا کہ دانشورانِ تعلیم نے انحطاطِ تعلیم کو لاعلاج مرض قرار دیا اور تعلیمی انحطاط نے وہ گل کھلائے جس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ میٹرک پاس چھٹی کی درخواست تک نہیں لکھ سکتا۔ اخبارات میں روز یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ "طلباء کو کھیل کود کے ساتھ ساتھ تعلیم پر بھی توجہ دینی چاہئے" "حد ہو گئی" "پر بھی" کا مطلب غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اصل مقصد اور نصب العین کھیل کود ہے کبھی کبھی فارغ وقت میں پڑھائی بھی ہونی چاہئے، یہ روز روز کی تبدیلئ نصاب کی برکت ہے۔ تغیر و تبدیل کا یہ سلسلہ اگر خدانخواستہ درسِ نظامی میں بھی چل پڑا تو کچھ ہی عرصہ بعد دورہ حدیث شریف میں عبارت تک پڑھنے والا کوئی نہ ملے گا۔ اور پھر شیخ الحدیث صاحب کو عبارت بھی خود پڑھنی پڑیگی۔

ثالثاً درسِ نظامی میں تبدیلی کرنے کے بعد ایک بات کا ظہور خود بخود ہوگا وہ یہ کہ اس تبدیلی کو اجماع علماء کا درجہ حاصل نہیں بلکہ ہر عالم و فاضل اپنی طرف سے اجتہاد کر کے کمی بیشی کرے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی مدرسہ میں بھی اصل درسِ نظامی جو ابتدا سے رائج تھا نہیں رہے گا اور بالآخر درسِ نظامی کی موجودہ منظم تشکل درہم برہم ہو جائے گی جو عقائد اہلسنت والجماعت کے خلاف ہیں یا کم از کم استعداد کو خطرناک حد تک گرانے والی ہیں اور آخر کار ہر مدرسہ کا الگ الگ نصاب تشکیل پائے گا۔

میں اپنے اس بیان کی تائید میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ برد اللہ مضجعہٗ کی رائے نقل کرنا مناسب جانتا ہوں۔ آپ اپنی آپ بیتی نمبر ۳ میں" اس سیہ کار کی چند بُری عادتیں" کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

" (و) اس طرح یہ ناکارہ تبدیلِ نصاب کا بھی سخت مخالف ہو گیا۔ میں اپنی طالب علمی کی تفصیلات میں لکھوا چکا ہوں کہ میں نے درسِ نظامی کو پابندی سے نہیں پڑھا۔ میرے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ تدریس میں خود مجتہد تھے۔ اس لئے اپنے ابتدائے مدرسی میں تو تبدیلِ نصاب کا خبط مجھ پر بھی خوب سوار تھا۔ ۳۵ھ سے ۳۸ھ تک ساری دنیا کے نصاب ڈھونڈ کر منگائے تھے۔ ندوہ کا، اہلحدیث کے مدارس کا، حرمین کے مدارس کا، اور دو نصاب مرتب کیے ایک مطول ایک مختصر، اول نصاب آٹھ سالہ اُن لوگوں کے لئے جن کو پڑھنے کے بعد پڑھانے کے اسباب میسّر ہوں دوسرا مختصر سہ سالہ نصاب اُن لوگوں کے لئے جن کے متعلق یہ معلوم ہو کہ یہ پڑھنے پڑھانے کے کام نہیں، بلکہ یہ پڑھنے پڑھانے بعد طبیب یا کاشتکار بنیں گے۔ شطرنج کے کھلاڑیوں کی طرح دن رات میرا دماغ اسی میں گھومتا رہتا تھا، اور بہت ہی غور و خوض سے میں نے یہ نصاب مرتب کیا تھا اُس وقت تو ایک مختصر سا رسالہ لکھ کر شائع کرنے کا بھی ارادہ تھا لیکن جوں جوں تدریس کا زمانہ یا تجربہ بڑھتا رہا تبدیلِ نصاب کا ضبط میرے دماغ سے نکلتا رہا۔ ایک دو کتاب کا تغیر علومِ آلیہ میں ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ لیکن فقہ، اصول، حدیث و تفسیر اور علومِ آلیہ کی اہم کتب کافیہ شرح جامی جیسی کتب میں تغیر کا بالکل قائل نہیں ہوں جس کی بہت سی وجوہ ہیں، بڑی وجہ تو یہ ہے کہ انگریزی نصاب کے

(باقی صفحہ ۴۲ پر)

تحریر: محمد عثمان الوری

علماء کرام اور سیاست

موجودہ معاشرے میں بعض لوگ اکثر اسی قسم کی بات کرتے ہیں کہ علماء کرام اور دیندار لوگوں کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہئیے بلکہ صرف مساجد اور مدارس تک محدود رہنا چاہئیے کیونکہ سیاست ایسی چیز ہے کہ اس سے ان کے وقار اور احترام کو نقصان پہنچتا ہے لہٰذا یہ صرف سرمایہ دار، دنیادار اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کا کام ہے کہ وہ سیاست میں عملی حصہ لیں۔ حالانکہ شاید ایسی باتیں کرنے والوں کو معلوم نہیں کہ دین اسلام میں سیاست کا حق صرف علماء کرام اور دیندار لوگوں میں حاصل ہے دنیا میں مذہب اسلام ہی ایسا دین ہے جو ہر جدید چیلنج کو قبول کو قبول کرتا ہے اور مسلمانوں کی رہبری اور رہنمائی کرتا ہے۔ سیاست کو عام لوگوں اور ایک گروہ نے مفادات اور لوٹ کھسوٹ ملک میں غلبہ اور تسلط کو سمجھا ہوا ہے جبکہ سیاست میں عدل و انصاف معاملات کی صفائی امن و سلامتی ملک کے بقا کے لیے خارجی اور اندرونی استحکام صائب رائے دیندار لوگوں کا تعاون قدیم وجدید حالات کا علم خصوصًا قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی واقفیت ضروری چیز ہیں ظاہر ہے کہ ان باتوں سے متعلق علم علماء کرام اور دیندار لوگوں میں ہے اور اس بات کا اقرار مشرق کے مشہور اسکالر علامہ اقبال نے بھی کیا ہے اسی لئے کہا ہے کہ:

ع جدا ہو دیں سے سیاست تو رہ جاتی ہے چنگیزی

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے جب سے سیاستِ اسلامی سے دُوری اختیار کی تو وہ حکومتوں اور سلطنتوں سے محروم ہوتے چلے گئے اور دنیا میں زوال شروع ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلافتِ راشدہ میں سیاست اسلامی کی بنیاد پڑ چکی تھی اور جب تک مُسلمان اس پر عمل پیرا رہے کامیاب رہے۔ آہستہ آہستہ غیر مُسلموں اور یورپ زدہ لوگوں کی عیاری سے مسلمان عوام اور علماء گوشہ نشین ہوگئے اور اقتدار نادان اور ناواقف لوگوں کے پاس چلا گیا اور اسلام کی عظمت کو زبردست دھکا لگا۔ اب بھی چالاک غیر ملکی قائدین اور عیسائی مشنری لوگوں میں یہی پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ سیاست بہت بُری چیز ہے۔ دراصل یہ لوگ اپنے آلہ کار مسلّط کرنے کے لئے مُسلمانوں میں ایسی باتیں پھیلاتے ہیں۔ برصغیر ہندوپاک کے علاوہ جن ممالک کے علماء اور مسلمانوں نے جب بھی سیاسی تحریکوں تحریک آزادی اور تحریک بیداری میں حصہ لیا اللہ تعالےٰ نے انہیں سرخرو کیا۔ گذشتہ صدی میں تحریک آزادی، تحریک خلافت اور تحریک پاکستان، تحریک جمہوریت، قومی اتحاد نظام مصطفیٰ تحریک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ پاکستان میں اگر علماء کرام اور دیندار عوام غیرتِ مِلّی اور دینی جذبہ سے سرشار ہو کر ملک کے تحفّظ اور عوام کی خدمت دین کی اشاعت کے لئے سیاست میں حِصہ لیتے ہیں تو یہ بڑی سعادت ہی نہیں بلکہ عبادت ہے اسلام میں پاپائیت اور رہبانیت نہیں ہے۔ اس دین میں صداقت جراُت شجاعت امامت وخلافت امتیازی شان سے جلوہ گر ہیں۔ پاکستان اسلام کے مقدس نام پر قائم ہوا اور اسی نام سے قائم ہے اگر یہاں اسلامی سیاست، اسلامی قانون کا نفاذ شریعت کا احیاء نہیں ہوگا تو پھر اسلامی سیاست کا مظاہرہ کس ملک میں ہوگا، اسلامی سیاست کہاں ہوگی۔

تبصرہ

نام کتاب: فضیلت واہمیت دعا
مصنف: مولانا جلال الدین مدظلہ،
قیمت: چھ روپے
ملنے کے پتے:
۱۔ مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
۲۔ مسجد فاروقیہ، خیبر پارک، سنت نگر، لاہور
۳۔ مکتبہ تنویر القرآن، اردو بازار، لاہور
۴۔ سُنّی پبلیکیشنز، پوسٹ بکس ۲۶۶ء لاہور

چونسٹھ صفحات پر مشتمل زیر نظر کتابچہ "فضیلت واہمیت دعا" جسے استاذ العلماء عالم باعمل حضرت مولانا جلال الدین مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے۔ دعا کی اہمیت وافادیت پر سیر حاصل تبصرہ ہے۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم "اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ" یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ اصطلاحی معنوں میں اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی عبادت اس وقت تک قابل قبول نہیں ہوتی جب تک اس کے ساتھ دعا کی درخواست نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کو عاجزی اور انکساری تمام اعمال سے زیادہ پسند اور محبوب ہے۔ ندامت کے آنسو اللہ کے ہاں بڑے قیمتی ہے۔

یہ موتی سمجھ کے چُن لئے شانِ کریمی نے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

بندے کو ہر حال میں اپنے ربّ سے مانگتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ دُعا ربّ اور بندے کے درمیان بہترین رابطہ ہے۔ ربّ سے مانگنے کے بھی کئی رنگ اور ڈھنگ ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ جنہیں صحیح مانگنا آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے دربار سے صحیح مانگنا نصیب فرمائے۔ زیر نظر کتابچہ کا مطالعہ انشاء اللہ العزیز اس سلسلہ میں بڑی رہنمائی فرمائے گا۔ اس لئے قارئین کرام کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔

:::::::

نام کتاب: بازار رشوت
مصنف: منشی عبدالرحمٰن خان
قیمت: بارہ روپے
صفحات: ۱۷۶
ملنے کا پتہ: صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا نشتر روڈ، کراچی ۵

حضور ختمی المرتبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ فِی النَّارِ یعنی رشوت دینے اور لینے والوں کا ٹھکانہ جہنّم ہے"۔ رشوت ایک ایسی لعنت ہے کہ یہ بیماری جس معاشرے، قوم یا گروہ میں پیدا ہو جائے ناسُور کی طرح اُسے اندر ہی اندر تباہ و برباد کر دیتی ہے۔

ہمارا ملک پاکستان جسے عظیم قربانیوں کے ثمرہ کے صلہ میں اس لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں اللہ کے قوانین اور نبیؐ کے طریقے جاری و ساری ہوں گے۔ لیکن بدقسمتی سے "ہنوز دلی دُور است" والا معاملہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بیماریوں نے جڑیں پکڑی ہوئی ہیں۔ وہاں رشوت عام ہے اس لعنت سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ سارے کا سارا معاشرہ کھوکھلا ہو کر رہ جائے گا۔

زیر نظر کتاب جسے پہلی مرتبہ صدر محمد ایوب خان مرحوم کے دَور میں شائع کیا اور جسے سرکاری طور پر خرید کر اعلیٰ افسران میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اسے صدیقی ٹرسٹ کراچی نے تیسری بار شائع کیا ہے۔ ہمارے ملک کے نامور محقق اور سکالر جناب منشی عبدالرحمن خان صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں نہایت عرق ریزی سے مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب خاص و عام کے لئے انتہائی مفید ہے۔ خصوصًا حکومتی حلقوں

کو چاہئے کہ وہ اسے خرید کر سرکاری محکموں میں تقسیم کا اہتمام کریں۔

:::::::::::

نام کتاب : دین میں غلوّ
مصنف : مولانا سید عبدالغفار حسن
قیمت : درج نہیں
ملنے کا پتہ : رباط العلوم الاسلامیہ ۲۷۸۔ عالمگیر روڈ۔ کراچی ۵

دین اعتدال کا نام ہے۔ میانہ روی مسلمانوں کی آن اور شان ہے۔ جب بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے چھوٹا ہمیشہ انتشار و افتراق نے جنم لیا۔ ہم میں اکثر لوگ ایسے ہیں جو دین کی ترویج و اشاعت میں خلوص دل سے کام کر رہے ہیں۔ لیکن وہ اکثر معاملات میں اتنا غلوّ کرتے ہیں کہ بجائے فائدہ کے اُلٹا نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

چھتیس صفحات پر مشتمل زیر نظر کتابچہ وہ بصیرت افروز تقریر ہے جو مولانا سید عبدالغفار حسن پروفیسر مدینہ یونیورسٹی نے رباط العلوم الاسلامیہ کے ایک جلسہ میں کی اور اُن کی اجازت سے رباط العلوم الاسلامیہ نے افادہ عام کے لئے شائع کی۔ تقریر کی اہمیت و اہمیت پڑھنے کے بعد ہی واضح ہوتی ہے۔ اس کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

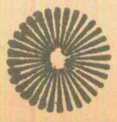
:::::::::::

نام کتاب : فلسفہ ختم نبوت
مصنف : مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحؒ
ملنے کا پتہ : سُنّی پبلی کیشنز۔ الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور ۲۔ قیمت ۔/۵۰/۴

اسلام میں عقیدہ ختم نبوت بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ عقیدہ اپنی زندگی سے زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ ہر مسلمان کے نزدیک سب سے زیادہ قابل اعتماد دلیل قرآن مجید اور فرامین ختم المرسلین ﷺ ہیں۔ ان کی رو سے یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی بایں معنی ہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی ظلی یا بروزی صاحب شریعت یا صاحب ارشاد پیدا نہ ہوگا۔ اور اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع آغاز خلافت راشدہ میں ہی ہو چکا تھا۔ جب قدسی نفسی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور سجاح کے خلاف جہاد کر کے آنے والی نسلوں کو اس فتنہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ اس کے بعد ائمہ مجتہدین میں سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں جب یہ ارشاد فرمایا کہ کسی کاذب سے اس کی نبوت پر دلیل کا طلب کرنا بھی کفر و گناہ عظیم ہے۔ تو اب کسی بھی مدعی نبوت کو فاتر العقل ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور خصوصاً جب مدعی نبوت خود بھی اس قسم کی خرافات اپنی زبان سے کہہ چکا ہو۔

علماء امت نے اس سلسلہ میں مکمل احتیاط کا دامن تھامے رکھا۔ اور ہر دور میں مدعیان نبوت کاذبہ کی بیخ کنی تقریر و تحریر اور جہاد سے کرتے رہے۔ موجودہ پرفتن دور میں بھی علماء ملت نے اس فریضہ کو بطریق احسن سر انجام دیا۔ اسی سلسلہ کی کڑی زیر نظر کتاب "فلسفہ ختم نبوت" بھی ہے۔ جو محقق و متبحر عالم، مجاہد فی سبیل اللہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحؒ کا ایک مقالہ ہے۔ اس میں ختم نبوت کے فلسفہ حکمت پر سیر حاصل بحث موجود ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اس عقیدہ ختم نبوت کو صحیح تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے کیا کچھ فساد و خلل پیدا ہوگا۔ اس مختصر کتابچے کو لاہور کے معروف ادارے کی وساطت سے منظر عام پر لانے کی سعی مشکور پر ہم اس کے ناشر کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ کتاب کو اعلیٰ کاغذ پر دو رنگہ شائع کیا گیا ہے۔ صحت لفظی و خوبصورتی کا خصوصی اہتمام اور جاذب نظر ٹائیٹل نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے ہیں ہم قارئین سے اس کی سفارش کریں گے۔ خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بالاہتمام پڑھائیں۔

تبرز شائع کرنے والے حضرات نے مخیر حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں تو لاگت خرچ پر یہ کتاب مہیا کی جائے گی۔ امید ہے کہ اصحاب خیر اس طرف بھی توجہ فرمائیں گے۔



ابو طیب انصاری

اوّل کلمہ طیّب

کلمہ طیبہ کلمہ اسلام ہے اس کا مطلب خوب سمجھ لو!

اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں چاند اور ستاروں دریاؤں اور پہاڑوں پھولوں اور کلیوں درختوں اور پودوں زمینوں اور آسمانوں جنوں فرشتوں اور انسانوں کو اسی نے پیدا کیا۔ بس ان سب کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ پیدا ہو جاؤ تو اس کی قدرت سے سب پیدا ہو گئے، سب کا خالق (پیدا کرنے والا) بھی اور سب کا مالک بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں جنوں فرشتوں اور انسانوں میں کوئی نہیں جو مرتبے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے برابر ہو۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مرتبے اور بزرگی اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبدیت میں سب سے بڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی اور پیغمبر بنایا۔ اور آپ کو خاتم النبیین اور رحمت للعٰلمین کا منصب و مقام وعطا فرمایا ہے ان پر دل سے ایمان لانا اور زبان سے اقرار کرنا ہر انسان کا فرض ہے کلمہ طیبہ کا مطلب یہی ہے لا اِلٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) اس کلمہ کو پڑھ کر جو کوئی دل سے اس پر ایمان لے آئے وہی مسلمان ہے شاید یہ شعر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

مطلب یہی ہے کہ اگر کوئی شخص زبان سے تو کلمہ پڑھتا رہے مگر دل سے اس پر ایمان نہ لائے تو یہ دھوکہ باز ہے ایسے شخص کو کافر بھی کہیں گے اور منافق بھی ایسا آدمی کافروں سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

جو کوئی کلمہ بھی پڑھے مگر اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی اور کو بھی (ظاہری اسباب سے ہٹ کر) حاجت روا یا مشکل کشا مانے کسی بزرگ کو پیر فقیر کو شہید یا ولی کو پیغمبر اور نبی کو اپنی دعاؤں میں پکارے ان سے بھی مرادیں مانگے تو یہ شخص پکا مشرک ہے ایسے شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خدائی کا کوئی حصہ ان کے سپرد کر دیا ہے یا خود اللہ تعالیٰ نے ان کی شکل اختیار کر لی ہے ایسے ناپاک عقیدے کی اللہ تعالےٰ کے پاک دین اسلام میں گنجائش نہیں ہے یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خدائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام اور اللہ تعالےٰ کے درمیان منقسم اور مشترک ہے یعنی تینوں کو ملا کر ایک خدائی بنتی ہے لیکن اس سے ایک کو بھی الگ کر دیا جائے تو خدائی کا وجود قائم نہیں ہوگا اور بعض عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی خدا تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی انسانی شکل اختیار کر لی تھی۔ ان عقیدوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے عیسائی کافر ہیں اگر ایسا ہی عقیدہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہلبیت کرام، اصحاب نبی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دوسرے انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام بزرگان دین میں سے کسی کے بھی متعلق کوئی شخص رکھ لے تو یہ عقیدہ کفر کا ہے یہ کھلا شرک ہے کلمہ طیبہ کی تعلیمات کے خلاف ہے اسے فوراً توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیئے۔ کلمہ طیبہ پر ایمان کا تقاضہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو دعائیں اسی سے مانگو صرف اس کی عبادت کرو ہر شے کا مالک اور خالق اسے تسلیم کرو اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے آخری اور سب سے بڑے نبی ہونے پر ایمان لاؤ آپ کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرو آپ کی سنت مطہرہ کے خلاف کوئی کام نہ کرو۔ عزیز بچو! کلمہ طیبہ کلمۂ اسلام ہے اس کا مطلب اور مقصد خوب سمجھ لو تاکہ آئندہ پوری زندگی اس کے مطابق گذاری جا سکے اور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | ٹیلیفون نمبر رہائش ۳۱۱۱۸۲ مدرسہ ۶۴۹۸۰

نظامِ شریعت

(اٹھو! ملک و ملت کے ہم پاسباں ہیں)

لال دین اخگر
ایم اے پی ایچ ڈی
شیخوپورہ

نظامِ شریعت رضائے خدا ہے ۔۔۔ نظامِ شریعت رہِ مصطفےٰؐ ہے
نظامِ شریعت میں اپنی بقا ہے ۔۔۔ نظامِ شریعت حقیقت نما ہے
یہی اپنے اسلاف کا دینِ حق تھا
یہی مرسلینؑ کی زباں پر سبق تھا

اِسی کی حفاظت ہے ایماں ہمارا ۔۔۔ اسی کا ہے داعی یہ قرآں ہمارا
اِسی پر ہی بنیا ہے پیماں ہمارا ۔۔۔ اسی میں ہے پوشیدہ درماں ہمارا
یہ قائم ہے جب تک مسلمان ہم ہیں
زمانے کی محفل میں ذیشان ہم ہیں

غضب ہے یہ دولت پرستی کی دنیا ۔۔۔ غضب ہے یہ شہوت پرستی کی بنیا
ابھی تک جہالت پرستی کی دنیا ۔۔۔ سراسر یہ لعنت پرستی کی بنیا
فحاشی کے چکر میں پیر و جواں ہیں
ہلاکت کے آثار ہر سُو عیاں ہیں

امیرِ شریعتؒ نہیں آج ہم میں ۔۔۔ وہ حسنِ قیادت نہیں آج ہم میں
وہ پیرِ طریقت نہیں آج ہم میں ۔۔۔ وہ خضرِ فراست نہیں آج ہم میں
فقط مدّعیانِ کرامت ہیں ۔ باقی
فقط دعویٰ دارانِ عظمت ہیں باقی

نظامِ شریعت میں ہے سربلندی ۔۔۔ اسی کی اطاعت میں ہے ارجمندی
ذرا ترک کر دو خوئے خودپسندی ۔۔۔ اسی میں ہماری ہے فیروزمندی
جو اپناؤ گے راہِ صدق و صفا کو
تو پاؤ گے اپنا حامی خُدا کو

اخوّت، مساوات اپنے نشاں ہیں ۔۔۔ عمل اپنے پیہم، عزائم جواں ہیں
مسلماں ہیں ہم خادمِ انس و جاں ہیں ۔۔۔ اُٹھو! ملک و ملت کے ہم پاسباں ہیں
اُتر آؤ میدان میں سرفروشو!
نہ گھبراؤ طوفان میں خرقہ پوشو!

وہی دورِ صدّیقؓ لا کر رہیں گے ۔۔۔ خلافت کی شمع جلا کر رہیں گے
جو سوئے ہیں اُن کو جگا کر رہیں گے ۔۔۔ جو بچھڑے ہیں ان کو ملا کر رہیں گے
رہے گی فقط حاکمیت خدا کی!
حکومت خدا کی نیابت خدا کی!

منظور شدہ (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۳۷۔T۔B۔C۔۲۸۔۱ مورخہ ۲۷ ستمبر ۵۶ء محکمہ تعلیم (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۹/۳۹ ۲۰۷۶۰ ۔ ۹ ڈی ڈی مورخہ ۲۳ اگست ۵۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲۔۱۴ جی/ ۸۰ ۔ ۱۰۴ ۵,۳ مورخہ ۵۷ء